QADIMS LUMIÈRE

Montessori to Matric O & A Level

School & College

گرمیوں کی چھٹیوں کا کام

جماعت پنجم

اردو

CamScanner

عقل مند خرگوش

(ترکی کی کہانی)

رضوانہ سید علی

کسی جنگل میں ایک بوڑھا شیر رہتا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے جنگل کے تمام جانوروں کو جمع کیا اور سب کے سامنے حکومت کا انتظام اپنے نوجوان بیٹے کے حوالے کر دیا۔ نوجوان شیر بہت طاقتور تھا۔ اس میں کام کرنے کی بہت لگن اور ہمت تھی۔ اس نے حکومت ہاتھ میں آتے ہی جنگل کا انتظام اس خوش اسلوبی سے سنبھالا کہ سب خوش ہو گئے۔ بوڑھے شیر کو بھی اطمینان ہو گیا کہ جنگل کے کام اس کے مرنے کے بعد بھی اچھے طریقے سے ہوتے رہیں گے۔

ایک دن بوڑھے شیر کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے کے ایک ہفتے بعد نوجوان شیر نے تمام جانوروں سے کہا۔

''میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ دنیا اور اس کے تمام فوائد نوجوانوں کے لیے ہیں۔ جو کام کرتا ہے آرام اور نعمتیں بھی صرف

اسے ہی ملنی چاہیں۔ یہ بوڑھے لوگ اپنے وقت میں جب وہ نوجوان تھے طاقت اور ہمت ان میں تھی دنیا کی ہر آسائش اور نعمت سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اب یہ بوڑھے ہیں۔ ان کے اعضاء جواب دے چکے ہیں۔ ان میں کام کی ہمت اور لگن نہیں رہی۔ اب محنت جوان کرتے ہیں اور یہ بے کار مزے سے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اس طرح سے یہ نوجوان لوگوں کا حق مارتے ہیں۔ اب اس جنگل کا بادشاہ میں ہوں۔ یہاں میرا راج ہے اور میرا حکم چلتا ہے اور میں اپنے دور میں ایسی حق تلفی نہیں ہونے دوں گا۔ لہٰذا آج کے بعد ہر وہ بوڑھا جانور جو کسی طور بھی محنت کے قابل نہیں حکومت اسے موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

تمام جانور دم بخود رہ گئے مگر اس زبردست بادشاہ کے سامنے بولنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ شیر نے کچھ خونخوار جانوروں کی کمیٹی بنائی اور انہیں حکم دیا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر جنگل سے بوڑھے جانوروں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ کمیٹی کے ممبران نے چن چن کر بوڑھے جانوروں کو ختم کرنا شروع کر دیا۔

اسی جنگل میں ایک بوڑھا خرگوش بھی رہتا تھا۔ اس کا نام کوٹوبے تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ اس کا بیٹا اس سے بہت محبت کرتا تھا لہٰذا اس نے اسے ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں چھپا دیا۔ کوٹوبے کا بیٹا رات کے وقت چپکے سے اسے کھانا پہنچا دیتا تھا۔

دن پر دن گزرتے رہے اور شیر کے جنگل میں کوئی بوڑھا جانور نہ بچا تھا کیونکہ کسی جانور کو بڑھاپے تک پہنچنے ہی نہ دیا جاتا تھا۔

ایک روز شیر کام کاج سے فارغ ہو کر ایک درخت کے نیچے آرام کر رہا تھا اتفاق سے ایک سانپ اِدھر سے گزرا شیر بڑا سا منہ کھولے خراٹے لے رہا تھا تو وہ سمجھا شائد یہ کوئی غار ہے۔ وہ جھٹ سے اس میں داخل ہو گیا۔ ابھی آدھا سانپ شیر کے حلق تک پہنچا تھا اور آدھا باہر تھا کہ تکلیف کے مارے شیر کی آنکھ کھل گئی اور وہ خوفناک آواز میں دھاڑنے لگا۔ سانپ نے گھبرا کر اس کے حلق میں ایک بل کھایا اور وہیں کنڈلی لے لی۔

شیر کی خوفناک گرج سن کر سب جانور گھبرا کر جمع ہو گئے۔ شیر کراہتے ہوئے بولا

''خدا کے لیے جلدی سے کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ میں اس موذی سانپ سے چھٹکارا پا سکوں، میں تکلیف کے مارے مرا جا رہا ہوں۔''

شیر پہلے تو جھلایا پھر ایک دم مایوس ہو گیا۔ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ پریشان ہو کر بولا۔

''اب کیا ہو گا؟ آخر کیا کیا جائے؟''

کوٹوبے کا بیٹا بھی وہاں موجود تھا اس نے فوراً صورت حال سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا اور ادب سے بولا۔

''جناب ابھی ایک بوڑھا جانور زندہ ہے۔ ہم چاہیں تو اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔''

''کون ہے؟ کہاں ہے؟ شیر بے تاب ہو کر چلایا۔ اگر آپ اس کی جان بخشی کا وعدہ کریں تو میں اسے لا سکتا ہوں۔''

CS CamScanner

''جلدی کرو احمق۔'' شیر غصے سے بولا۔

کوٹو بے کا بیٹا بھاگا اور جا کر اپنے باپ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ مسکرا کر بولا۔

''تم چلو میں آتا ہوں''

اور کچھ دیر بعد جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے ایک چوہا پکڑ رکھا تھا۔ سب جانور حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ بوڑھا خرگوش کیا کرنے جا رہا ہے۔ کوٹو بے نے چوہے کو شیر کے منہ کے عین سامنے چھوڑ دیا۔ اس کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی سانپ نے فوراً اپنی کنڈلی توڑ دی۔ واپس بل کھایا اور باہر نکل کر چوہے کے پیچھے بھاگنے لگا۔

سب جانور یہ نظارہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ شیر کو ایسی راحت محسوس ہوئی جسے وہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی اسے ندامت اور شرمندگی کے احساس نے گھیر لیا اس نے سر جھکا کر بوڑھے خرگوش سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ کسی جانور کو صرف اس جرم میں ختم نہیں کیا جائے گا کہ وہ بوڑھا ہے اب وہ سمجھ گیا تھا کہ دنیا صرف جوانوں کی طاقت سے نہیں چل رہی بلکہ اس کے چلانے میں بوڑھوں کی سمجھ اور تجربہ بھی شامل ہے۔

☆☆☆

CamScanner

ستارے کا بیٹا

(آئرلینڈ کی کہانی)

ابصار عبدالعلی

رات ہو چلی تھی۔ سردی بھی سخت تھی۔ دو لکڑہارے جو صبح لکڑی کاٹنے جنگل گئے تھے، واپسی کا راستہ بھول کر اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے۔

خدا خدا کر کے دور انہیں اپنے گاؤں کی دھندلی روشنیاں نظر آئیں۔ انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ ایک عجیب سی روشنی آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر آ گری۔

دونوں لکڑہارے حیران رہ گئے۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ یقیناً کوئی ستارہ آسمان سے ٹوٹا ہے، لیکن جب وہ قریب گئے تو دیکھا کہ یہ روشن چیز ایک چھوٹی سی سنہری پوٹلی تھی جس پر چاندی کے ستارے ٹکے ہوئے تھے۔ دونوں بہت خوش ہوئے۔ سوچا اس میں

سونا اور ہیرے جواہر ہوں گے جو ہم آپس میں بانٹ لیں گے۔

لیکن جب اسے زمین سے اٹھایا تو دونوں لکڑہارے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ یہ کیا؟ یہ تو ایک سنہری کوٹ تھا جس میں ایک ننھا سا بچہ لپٹا ہوا تھا۔ بچے کے گلے میں سرخ موتیوں کا ہار تھا۔

بچے کو دیکھ کر وہ مایوس ہوئے۔ بچے تو ان کے اپنے بھی کئی تھے لیکن دولت نہیں تھی۔ پہلا لکڑہارا بولا۔

''چلو اسے یہیں چھوڑ دو۔ ہم واپس گھر چلتے ہیں۔ مگر دوسرے لکڑہارے نے کہا۔''یہ بری بات ہے۔ اس طرح تو بچہ مر جائے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔

پہلا لکڑہارا جو لالچی تھا بولا۔ ''تم نے بچہ لے لیا ہے تو اس کا ہار اور کوٹ مجھے دے دو۔''

''یہ بری بات ہے۔ کوٹ اور ہار بچے کی امانت ہے۔ تمہیں کیسے دے دوں۔'' دوسرے لکڑہارے نے جواب دیا اور بچے کو کوٹ میں اچھی طرح لپیٹ لیا کہ سردی نہ لگے۔

رات کافی ہو چکی تھی وہ گھر پہنچا تو بیوی نے دروازہ کھولا۔ وہ بہت خوش ہوئی۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کا شوہر برفانی رات میں صحیح سلامت گھر آ گیا۔ مگر جب اس نے بچے کو دیکھا تو اسے غصہ آ گیا۔ بولی۔ ''ہمارے اپنے بچے کیا کم تھے، تم ایک اور لے آئے، ہم اس کو کہاں سے کھلائیں گے۔''

''ایسا نہ کہو۔'' لکڑ ہارے نے کہا۔ ''یہ ستارے کا بیٹا ہے۔'' اس دنیا میں اس کا کوئی نہیں۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔

بیوی نیک عورت تھی۔ لکڑ ہارے نے اسے پورا واقعہ سنایا تو راضی ہوگئی۔ اس نے بچے کو لکڑ ہارے کی گود سے لے کر پیار کیا اور اپنے سب سے چھوٹے بچے کے ساتھ پالنے میں لٹا دیا۔ اس کا بچہ بھی ستارے کے بیٹے کی عمر کا تھا۔

لکڑ ہارے نے ستارے کے بیٹے کا سنہری کوٹ اور موتیوں کا ہار اتار کر احتیاط سے رکھ دیا۔ چونکہ ستارے کا بیٹا آسمان سے آیا تھا لہٰذا اس کا نام تارا پڑ گیا۔ سب اسے اسی نام سے پکارنے لگے۔

کئی برس گزر گئے۔ تارا لکڑ ہارے کے گھر، اس کے بچوں کی طرح پلتا رہا۔ اب وہ دس برس کا ایک خوبصورت بچہ تھا۔ اتنا خوبصورت کہ پورے گاؤں میں اس جیسا کوئی نہیں تھا۔ جو دیکھتا یہی کہتا کہ اتنا خوبصورت بچہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن تارا جتنا خوبصورت تھا اس کی عادتیں اتنی ہی خراب تھیں۔

تارا جیسے جیسے بڑا ہو رہا تھا ویسے ویسے اس میں غرور اور ظلم کرنے کی عادتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ سب کو اپنے مقابلے میں بدصورت، حقیر اور کمزور سمجھتا۔ گاؤں کے سارے بچے اس سے ڈرتے تھے۔ یہاں تک کہ لکڑ ہارے کے وہ بچے بھی جو اس کے ساتھ بہن بھائیوں کی طرح پلے بڑھے تھے، اس سے خوف کھاتے تھے۔ وہ گاؤں کے دوسرے بچوں کی طرح ان پر بھی رعب جماتا تھا۔ اسے کسی پر ترس آتا ہی نہیں تھا۔ کوئی بیمار، بزرگ یا نابینا مل جاتا تو اس سے بھی بدتمیزی کرتا۔ وہ سب سے کہتا۔ میں ستارے کا بیٹا ہوں تم سب

CamScanner

سے اونچا اور خوبصورت ہوں ۔تم سب میرے نوکر ہو۔ بس یوں سمجھئے کہ تارا محلے کا بدمعاش تھا اور سارے بچوں کو وہی کرنا پڑتا جو وہ کہتا تھا۔

لکڑہارا اور اس کی بیوی تارا کو پیار سے سمجھاتے ۔ وہ کہتے دوسروں کو ذلیل سمجھنا، انہیں تنگ کرنا، غرور اور ظلم کرنا بری عادتیں ہیں ۔انہیں چھوڑ دے مگر تارا پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

ایک دن ایک بوڑھی بھکارن تارا کے گاؤں سے گزری تو چند لمحوں کے لیے آرام کرنے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ بھکارن کے کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے تھے وہ ننگے پاؤں تھی جن سے خون بہہ رہا تھا۔تارا کی نظر بھکارن پر پڑی تو اس نے گاؤں بھر کے بچوں کو اکٹھا کر کے کہا۔ ’’یہ بدصورت، گندی بڑھیا کہاں سے آ گئی آؤ اسے گاؤں سے بھگا دیں۔‘‘

یہ کہہ کر تارا نے پتھر اٹھایا تو سارے بچوں نے پتھر اٹھا لیے اور بھکارن کو مارنے لگے۔ بے چاری بھکارن رونے چلانے لگی۔ بچاؤ بچاؤ۔لکڑہارا قریب ہی لکڑیاں کاٹ رہا تھا۔آواز سن کر بھاگا آیا۔اس نے تارا کو سمجھایا کہ وہ یہ ظلم نہ کرے۔تارا نہ مانا تو اس نے تارا کو خوب ڈانٹا۔تارا لکڑہارے سے بھی بدتمیزی پر اتر آیا بولا۔

’’میں کوئی تمہارا بیٹا ہوں جو تمہارا کہنا مانوں۔ میرا جو جی چاہے گا کروں گا۔‘ لکڑہارے کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔اس نے جواب دیا۔’’بے شک تم میری اولاد نہیں۔لیکن میں تمہیں جنگل سے تو اٹھا کر لایا تھا میں نے تمہیں بیٹے کی طرح پالا تو ہے۔‘‘

بوڑھی بھکارن نے لکڑہارے کی یہ بات سنی تو زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی۔ لکڑہارا ترس کھا کر اسے گھر لے آیا۔ اس کی بیوی نے اس کی دیکھ بھال کی۔ جب اسے ہوش آیا تو لکڑہارے نے کہا۔ ''مائی کچھ کھالو۔''

''نہیں نہیں'' بھکارن رونے لگی۔ ''یہ بتاؤ کیا واقعی وہ خوبصورت لڑکا تمہیں دس برس پہلے جنگل میں ملا تھا۔''

''ہاں'' لکڑہارے نے جواب دیا۔

بھکارن رو رو کر پوچھ رہی تھی۔ ''اور جب وہ تمہیں ملا تو وہ گلے میں سرخ موتیوں کا ہار پہنچے ہوئے تھا اور ایک سنہری کوٹ میں لپٹا ہوا تھا جس پر چاندی کے ستارے ٹکے ہوئے تھے۔''

''ہاں'' لکڑہارے نے جواب دیا۔ اور وہ کوٹ اور ہار جو دس برس سے اس کے پاس احتیاط کے ساتھ رکھے ہوئے تھے لے آیا۔ یہ چیزیں دیکھ کر بھکارن زور سے چلائی۔ ''وہ میرا بیٹا ہے۔ جنگل میں بچھڑ گیا تھا۔ میں نے اس کے لیے ساری دنیا چھان ماری۔ بلاؤ جلدی بلاؤ اسے۔''

لکڑہارے نے باہر جا کر تارا کو بتایا کہ اس کی ماں مل گئی ہے اور وہ گھر پر اس کا انتظار کر رہی ہے۔ تارا یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ بھاگا ہوا گھر آیا۔ بولا ''کہاں ہے میری ماں۔ مجھے تو یہاں اس بوڑھی بھکارن کے علاوہ کوئی نظر نہیں آرہا۔''

بھکارن خوش ہو کر بولی۔ ''میں ہی تیری ماں ہوں میرے بچے۔''

’’تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا۔‘‘ تارا نے غرور سے کہا۔ ’’تم تو گندی اور بدصورت بھکارن ہو۔ تم میری ماں نہیں ہوسکتیں۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔ پھر ادھر کا رخ نہ کرنا۔‘‘

بوڑھی عورت رونے لگی۔ ’’ایسا نہ کہو میرے بچے! جنگل سے گزرتے ہوئے ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا تھا جس میں تو مجھ سے بچھڑ گیا۔ مگر مجھے یقین تھا کہ تو مجھے مل جائے گا۔ میں دس برس سے تیرے لیے ماری ماری پھر رہی ہوں۔ میں ہی تیری ماں ہوں۔‘‘

تارا پر بوڑھی بھکارن کے رونے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ بولا۔

’’اگر تم سچ مچ میری ماں ہو تو بھی یہاں سے چلی جاؤ۔ سب مجھے ستارے کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ میں کیسے انہیں بتاؤں گا کہ میں ایک ستارے کا نہیں ایک بھکارن کا بیٹا ہوں جس کی صورت مینڈک جیسی ہے ار جو سانپ کی طرح ڈراؤنی ہے۔‘‘

بھکارن نے جواب دیا۔

’’میں چلی جاؤں گی۔ مگر جانے سے پہلے ایک بار میری گود میں آ جا۔ میں تجھے جی بھر کے پیار کرلوں میرے لعل۔‘‘

’’ہرگز نہیں‘‘ تارا چند قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔

’’تم بدصورت ہو، میں تم جیسی چڑیل کے قریب بھی نہیں آؤں گا۔‘‘

بوڑھی عورت روتی ہوئی گھر سے چلی گئی۔ تارا بولا چلو بلا ٹلی۔ باہر گاؤں کے لڑکے کھیلنے کے لیے اس کا انتظار کر رہے تھے اور

CS CamScanner

اسے آوازیں دے رہے تھے۔ وہ باہر آیا تو سارے بچے اسے دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ چھوٹے بچوں کے چہروں پر خوف تھا۔ اور جو
بچے ذرا بڑے تھے وہ مذاق اڑا رہے تھے۔ چلا رہے تھے۔

”تارا سانپ۔ تارا مینڈک۔۔ تارا سانپ۔۔ تارا مینڈک“

یہ کیا بکواس کر رہے ہیں۔ تارا نے اپنے دل میں سوچا اور کنویں کے پانی میں جا کر اپنی شکل دیکھی تو اس کی سمجھ میں آیا کہ اس
کے ساتھی واقعی ٹھیک کہہ رہے تھے۔ اس کا چہرہ مینڈک کی طرح اور جسم سانپ کی طرح بن گیا تھا۔

تارا اپنا سر پکڑ کر کنویں کے پاس بیٹھ گیا اور بڑبڑانے لگا۔ ”یا خدا!! تو نے مجھے میرے غرور اور اپنی ماں سے گستاخی کی سزا دی
ہے۔ میں نے واقعی اپنی ماں کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ مگر میں اسے تلاش کروں گا۔ وہ میری ماں ہے مجھے ضرور معاف کر دے گی۔“

تارا بوڑھی بھکارن کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنے گاؤں کا کونا کونا چھان مارا وہ بوڑھی عورت نہ ملی۔ وہ اسے نہ معلوم
کہاں کہاں تلاش کرتا رہا مگر بوڑھی عورت کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ جب آبادی کے علاقے ختم ہو گئے تو وہ جنگل میں جا نکلا۔ جنگل بہت
بڑا اور بہت گھنا تھا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ کہاں ختم ہوتا تھا۔ وہاں نہ معلوم کیسے کیسے خطرناک جانور تھے۔ مگر تارا کو کسی کا خوف، کسی کی پرواہ
نہیں تھی۔ اسے اپنی ماں کی تلاش تھی جو مل کر بچھڑ گئی تھی۔ وہ دن رات سفر کرتا۔ ماں کو آوازیں دے دے کر اس کا گلا بیٹھ گیا تھا۔
صورت سے تو پہلے ہی بدصورت ہو گیا تھا۔ اب کپڑے بھی گندے اور تار تار ہو گئے تھے۔ بچے اسے بدصورت، گندا بھکاری سمجھ کر پتھر

مارتے اور کہتے۔''تارا سانپ' تارا مینڈک۔۔تارا سانپ۔۔تارا مینڈک۔''اس وقت وہ بہت پچھتایا۔اسے وہ بدسلوکی، جو اس نے اپنی ماں سے کی تھی، یاد آ جاتی اور وہ ماں کو پکار کر رونے لگتا۔شکل سے ہی وہ اتنا ظالم اور بدصورت لگتا تھا کہ جنگل کے جانوراور پرندے بھی اس کے قریب آنے سے کتراتے تھے۔

اسی طرح تین برس گزر گئے۔تارا اپنی ماں کی تلاش میں نہ معلوم کس طرح بھٹکتا بھٹکتا ایک شہر کی فصیل تک پہنچ گیا۔فصیل کے بڑے دروازے پر سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔انہوں نے تارا کو داخل ہونے سے روک دیا۔

تارا نے گڑگڑا کر کہا وہ اپنی ماں کو تلاش کر رہا ہے۔شاید وہ اس شہر میں مل جائے۔

ایک سپاہی نے تارا کی بات سنی اور قہقہہ مار کر کہا''اول تو تیری ماں یہاں نہیں ہے، اور اگر مل بھی گئی تو وہ تجھ جیسے مینڈک سے زیادہ بدصورت اور سانپ سے زیادہ گھناؤنے لڑکے کو اپنا بیٹا نہیں مانے گی۔بھاگ جا۔''

دوسرے سپاہی نے پوچھا۔''تمھاری ماں کون ہے اس کا اتا پتا کیا ہے؟ ''تارا نے جواب دیا۔''میری ماں بھکارن ہے۔اس کا حلیہ کچھ میرے جیسا ہے۔میں نے اسے ستایا تھا۔وہ روٹھ گئی ہے۔میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔''

دوسرا سپاہی بولا جاؤ جاؤ اپنا کام کرو۔ہم بھکاریوں کو اپنے شہر میں داخل نہیں ہونے دیتے۔اتنے میں ایک مالدار آدمی نے اسے دیکھا تو پکڑ کر ایک بوڑھے شخص کے پاس لے گیا اور اس کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

بوڑھا شخص ایک مکار جادوگر تھا۔ وہ تارا کو مختلف ٹیڑھے میڑھے راستوں سے گزارتا ہوا ایک پراسرار عمارت کے دروازہ پر لے گیا اور اپنی انگوٹھی دروازہ پر رگڑی۔ بند دروازہ خاموشی سے کھل گیا۔ اندر پانچ سیڑھیاں تھیں جو تانبے کی بنی ہوئی تھیں۔ ان سے اتر کر جادوگر اور تارا ایک عجیب وغریب باغ میں پہنچے جہاں سبز رنگ کے بڑے بڑے گملوں میں سیاہ رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ یہاں پہنچ کر بوڑھے جادوگر نے تارا کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور چند لمحوں بعد جب پٹی کھلی تو وہ ایک اندھیری کوٹھری میں کھڑا ہوا تھا۔

جادوگر نے تارا کو سوکھی روٹی کھانے کو اور نمک کا پانی پینے کو دیا اور باہر سے دروازہ بند کر کے غائب ہو گیا۔

دوسرے دن صبح کو جادوگر اندھیری کوٹھری میں آیا اور تارا کو حکم دیا۔

''سن بدصورت لڑکے! شہر کے دروازے سے نکل کر جو جنگل ہے وہاں تین رنگ کا سونا تین مختلف جگہوں پر چھپا ہوا ہے۔ یہ جگہیں خود مجھے بھی نہیں معلوم۔ اس تین رنگ کے سونے میں ایک سفید سونا ہے۔ دوسرا پیلا سونا اور تیسرا سرخ سونا۔ تو جنگل چلا جا۔ شام تک تجھے سفید سونا لے کر واپس آنا ہے۔ ورنہ تیری خیر نہیں۔ تیری اتنی ٹھکائی کروں گا کہ دن میں تارے نظر آ جائیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے تارا کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور سڑک پر لا کر کھول دی۔

بڑی مشکل سے تارا جنگل پہنچا۔ جنگل گھنا اور خوبصورت تھا۔ ہر درخت پر پھول اور ہر شاخ پر گاتے ہوئے پرندے نظر آ رہے

تھے لیکن راستے میں جگہ جگہ کانٹے دار پودے بھی تھے جن کی وجہ سے دو قدم چلنا دشوار تھا۔ تارا نے جنگل کا کونا کونا چھان مارا۔ شام ہوگئی۔ اس کا جسم کانٹوں سے چھلنی ہوگیا مگر سفید سونا نہیں ملا۔ مایوس ہوکر وہ لوٹنے ہی والا تھا کہ ایک طرف سے کسی کے کراہنے کی آواز آئی۔ تارا اپنا دکھ بھول کر آواز کی طرف چل پڑا تا کہ دیکھ سکے کہ کس کی آواز ہے۔ وہ چند قدم آگے بڑھا تھا کہ اس نے ایک خرگوش کو جال میں پھنسے ہوئے دیکھا۔ وہ مدد کو پکار رہا تھا۔ تارا نے جال کاٹ کر خرگوش کو آزاد کر دیا۔

"شکریہ"۔ جال سے نکلتے ہی خرگوش بولا۔ "تم نے مجھے آزادی دی۔ بتاؤ میں تمہیں کیا دے سکتا ہوں؟"

تارا نے جواب دیا۔ "میں سفید سونا تلاش کرنے نکلا تھا جو نہیں ملا۔

اب مکار جادوگر مجھے بہت مارے گا۔"

خرگوش نے کہا۔ "گھبراؤ مت۔ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

تارا خرگوش کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ تھوڑی دوری پر ایک درخت تھا۔ اس کے تنے میں ایک سوراخ تھا جہاں سفید سونا رکھا ہوا تھا۔ خرگوش کے بتانے پر تارا نے وہ سونا نکال لیا۔ خرگوش بولا تم نے میری مدد کی اور میں نے تمہارا کام کر دیا۔ یہ کہہ کر خرگوش غائب ہوگیا۔

تارا سفید سونا لے کر جب شہر کے دروازے پر پہنچا تو وہاں ایک بیمار بھکاری بیٹھا ہوا تھا۔ تارا کو دیکھتے ہی بولا۔ "میرا دنیا میں

CamScanner

کوئی نہیں، اللہ کے نام پر کچھ دو ورنہ میں بھوک سے مرجاؤں گا۔'' یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ تارا کو اس پر بڑا ترس آیا اس نے سفید سونا بیمار بھکاری کو دے دیا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس تھا ہی کیا جو وہ بھکاری کو دیتا۔

شام کو تارا جب پراسرار عمارت کے دروازے پر واپس آیا تو مکار جادوگر بے چینی سے سفید سونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے جب پتہ چلا کہ تارا خالی ہاتھ واپس آیا ہے تو وہ تارا کو مارتا ہوا اندھیری کوٹھری میں لے گیا۔ وہاں اس نے خالی رکابی تارا کے سامنے رکھی اور چلایا ''کھانا کھالے۔'' اس کے بعد خالی کٹورا اسے دیا اور چلایا۔ پانی پی لے۔''

بے چارا تارا کیا کرتا۔ بھوکا پیاسا ہی سو گیا۔ دوسرے دن مکار جادوگر نے تارا کو حکم دیا کہ شام تک اگر وہ پیلا سونا لے کر جنگل سے نہ لوٹا تو وہ اسے کچا چبا جائے گا۔ تارا جنگل پہنچا۔ اس نے سارا جنگل چھان مارا۔ مگر پیلا سونا نہیں ملا۔ زخموں او تھکن سے اس کا جسم چور چور ہو رہا تھا۔ جب کچھ بن نہ پڑی تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر زاروقطار رونے لگا۔ اتنے میں خرگوش آ گیا۔ وہ بولا۔ ''تارا! تمہیں اب کیا چاہیے۔''

''جادوگر کے لیے پیلا سونا چاہیے'' میں نے بہت تلاش کیا۔ کہیں نہیں ملا۔'' تارا اب بھی رو رہا تھا مگر خرگوش کو دیکھ کر اسے کچھ امید ہو چلی تھی۔

خرگوش بولا۔ ''میرے پیچھے پیچھے آؤ۔'' تھوڑی دور چل کر خرگوش ایک تالاب کے کنارے رک گیا۔ بولا اس تالاب کی تہہ

میں پیلا سونا رکھا ہوا ہے۔تارا نے غوطہ مارا اور پیلا سونا نکال لایا۔

خرگوش کا شکریہ ادا کر کے تارا شہر کے دروازے پر پہنچا تو آج بھی وہی بیمار بھکاری وہاں بیٹھا صدا لگا رہا تھا۔"اللہ کے نام پر کچھ دو۔میں بھوک سے مرا جا رہا ہوں۔"

تارا کیا کرتا۔بیمار بھکاری کا دکھ اس سے دیکھا نہ گیا۔اس نے پیلا سونا بھکاری کی جھولی میں ڈال دیا۔جب وہ واپس لوٹا تو دور تک اسے بھکاری کی دعائیں سنائی دیتی رہیں۔

مکار جادوگر پیلے سونے کی راہ دیکھ رہا تھا۔تارا کو خالی ہاتھ دیکھا تو غصے سے پاگل ہو گیا۔اس نے تارا کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔اس کے بعد اسے زنجیروں سے باندھ کر اندھیری کوٹھری میں پھینک آیا۔

صبح جادوگر پھر آیا اور تارا سے بولا۔

"دیکھ لڑکے آج تیسرا اور آخری دن ہے۔آج تو جنگل سے سرخ سونا نہ لایا تو یہ تیری زندگی کا بھی آخری دن ہوگا۔"

تارا گرتا پڑتا کسی صورت سے پھر جنگل پہنچا۔دو دن کے لمبے سفر اور جادوگر کی مار پیٹ سے اس کا جوڑ جوڑ ہل گیا تھا اور بوٹی بوٹی دکھ رہی تھی۔مگر کیا کرتا۔ظالم جادوگر کا حکم تو ماننا ہی تھا۔اس نے جنگل کا کوئی چپہ نہیں چھوڑا جہاں سرخ سونا تلاش نہ کیا ہو مگر اسے کچھ نہ ملا۔آخر تھک ہار کر بیٹھا ہی تھا کہ وہی خرگوش آ گیا۔خرگوش کو دیکھ کر تارا کی جان میں جان آئی وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ خرگوش

CamScanner

بولا۔ ''گھبراؤ نہیں سرخ سونا تمہارے پیچھے اندھیرے غار میں دبا ہوا ہے۔ ہمت کرو اور نکال لاؤ۔''

تارا اللہ کا نام لے کر اندھیرے غار میں گیا اور واپس آیا تو سرخ سونے کی ڈلی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے خرگوش کا شکریہ ادا کیا اور شہر کے دروازے پہنچا تو بیماری بھکاری آج بھی موجود تھا۔ وہ بیماری اور بھوک سے رو رہا تھا۔ ''خدا کے لیے میری مدد کرو۔ ورنہ میں اور میرے بچے سب فاقوں مر جائیں گے۔''

تارا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کیا کرے کیا نہ کرے۔ اگر بھکاری کو سونا دیتا ہے تو اپنی جان خطرے میں ہے۔ اگر نہیں دیتا تو بھکاری اور اس کے بچوں کے مر جانے کا ڈر ہے۔ اس نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی اور سرخ سونا بھکاری کو دے دیا۔ بھکاری نے اسے بہت دعائیں دیں۔

اس بار تارا بہت خوفزدہ تھا، لیکن بھکاری کو سرخ سونا دے کر جب وہ شہر کے اندر داخل ہوا تو حیران رہ گیا۔ پہلے تو لوگ اسے نفرت سے دیکھتے تھے لیکن آج پیار بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پہلے جو لوگ اسے حقیر سمجھ کر منہ پھیر لیتے تھے آج اسے جھک جھک کر سلام کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو کس قدر خوبصورت لڑکا ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی اتنا خوبصورت ہو۔ کوئی شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔

تارا سوچنے لگا۔ لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں وہ تو مینڈک کی طرح بدصورت اور سانپ کی طرح گھناؤنا ہے۔ ابھی وہ یہ

CamScanner

سوچ رہا تھا کہ اس کے چاروں طرف ہزاروں کا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ اتنے میں محل کا دروازہ کھلا۔ وزیر اعظم اور اعلیٰ درباری باہر آئے۔ وہ سب ادب سے تارا کے سامنے جھک گئے اور ایک آواز میں بولے۔ "آپ ہمارے ولی عہد ہیں ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ہمارے بادشاہ کے بیٹے ہیں۔"

"نہیں نہیں"۔ تارا نے کہا۔ "میں تو ایک بھکارن کا بیٹا ہوں۔ میں بادشاہ کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہوں، میری صورت دیکھو، کیا شہزادے مینڈک اور سانپ جیسے ہوتے ہیں۔"

ایک سپاہی آگے بڑھا۔ اس نے پانی بھرا ہوا پیالہ تارا کو دیا۔ تارا نے پانی میں اپنا عکس دیکھا اور حیران رہ گیا۔ اب وہ مینڈک کی طرح بدصورت اور سانپ جیسا گھناؤنا لڑکا نہیں تھا۔ وہ ایک خوبصورت شہزادہ تھا۔ وزیر اعظم اور اعلیٰ درباری اس کے سامنے جھک گئے اور اسے تاج پیش کیا کہ وہ پہن لے۔ لیکن تارا نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا۔ "تاج نہیں مجھے میری ماں چاہیے تاکہ اس سے اپنی بدسلوکی کی معافی مانگ سکوں۔ میں اس کی تلاش میں جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ اس نے دیکھا مجمع میں وہی بدصورت بھکارن کھڑی ہے۔ اس کے ساتھ وہ بیمار بھکاری بھی ہے جس کی اس نے تین دن مدد کی تھی۔ وہ بھاگ کر بھکارن کے پاس پہنچ گیا اور اس کے قدموں سے لپٹ کر اتنا زور سے رویا کہ بھکارن کے پاؤں اس کے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "مجھے معاف کر دو ماں۔ میں نے تمہیں بہت

ستایا ہے۔ مجھے معاف کردو۔ میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں۔"

بوڑھی بھکارن نے کہا۔ "اٹھو، میرے گلے لگ جاؤ میرے بیٹے۔"

تارا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو بوڑھی بھکارن کی جگہ ملکہ اور بوڑھے بھکاری کی جگہ بادشاہ کھڑا تھا۔ یہ دونوں تارا کے ماں باپ تھے۔ وہ تارا کو محل میں لے گئے۔ تاج پوشی کی رسم ادا کی گئی۔ تارا بادشاہ بن گیا۔ اس نے مکار جادوگر کو اپنی سلطنت سے نکال دیا اور اس لکڑہارے کو، جس نے اسے جنگل سے اٹھا کر پالا پوسا تھا، اتنے ڈھیر سارے قیمتی تحفے بھجوائے کہ لکڑہارے اور اس کے بیوی بچوں نے ساری زندگی آرام سے گزاری۔

تارا نے انصاف پسند، نیک اور رحمدل بادشاہ بن کر حکومت کی۔ اس کی حکومت میں رعایا چین کی بنسی بجاتی تھی۔ مگر وہ زیادہ زندہ نہ رہا۔ اس کے بعد جس بادشاہ نے حکومت سنبھالی وہ ظالم تھا۔ اس کی رعایا کو اس سے نہ انصاف ملا اور نہ کوئی خوشی ملی۔

☆☆☆

CamScanner